قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 13 فروری 2020ء | 18 جمادی الثانی 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 38

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ اِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ کَانَ مِنَ الۡجِنِّ فَفَسَقَ عَنۡ اَمۡرِ رَبِّہٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوۡنَہٗ وَ ذُرِّیَّتَہٗۤ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِیۡ وَ ہُمۡ لَکُمۡ عَدُوٌّ ؕ بِئۡسَ لِلظّٰلِمِیۡنَ بَدَلًا ﴿۵۱﴾

(الکھف:51)

ترجمہ: اور جب ہم نے فرشتوں کو کہا کہ آدم کے لئے سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ وہ جنوں میں سے تھا پس وہ اپنے ربّ کے حکم سے رُوگردان ہوگیا۔ تو کیا تم اسے اور اس کے چیلوں کو میرے سوا دوست پکڑ بیٹھو گے جبکہ وہ تمہارے دشمن ہیں؟ ظالموں کے لئے یہ تو بہت ہی برا بدل ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

قرآن کو ترتیل سے پڑھنا

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: جب قرآن کی تلاوت کیا کرو تو اسے ترتیل کے ساتھ پڑھا کرو۔ حضرت ابن عباسؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ ! ترتیل سے کیا مراد ہے ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا : حروف اور کلمات کو صحیح طریقے پر ظاہر کرو، خشک کھجوروں کی مانند اسے منتشر نہ کرو اور نہ ہی اشعار کی مانند اسے فرفر اور جلدی جلدی پڑھا کرو جب اس میں عجائبات کا تذکرہ آجائے تو وہاں پر ٹھہر جاؤ اور غور و فکر کرو، دلوں کو اس کے ذریعہ مُتَحَرِّك کرو اور جلدی جلدی سورت ختم کرنا تمہارا مقصد نہ ہو۔

(مجمع البیان زیر آیت وَرَتِّلِ الۡقُرۡآنَ تَرۡتِیۡلًا)

فرمان خلیفہ وقت

تلاوت قرآن کی اہمیت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”کوئی احمدی کبھی بھی ایسا نہ رہے جو کہ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت نہ کرتا ہو، کوئی احمدی ایسا نہ ہو جو اس کے احکام پر عمل نہ کرتا ہو...پس اس کے لئے توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جو کمیاں ہیں ہر ایک کو اپنا اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ ہمارے اندر کوئی کمی تو نہیں۔ ہم نے قرآن کریم کو چھوڑ تو نہیں دیا۔ تلاوت باقاعدگی سے ہو رہی ہے یا نہیں ۔ ترجمہ پڑھنے کی کوشش ہو رہی ہے کہ نہیں۔ تفسیر سمجھنے کی کوشش ہو رہی ہے کہ نہیں۔

(خطبہ جمعہ مورخہ 24 ستمبر 2004ء)

قرآن کریم ... کا پڑھنا اور پڑھ کر سمجھنا ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ ہدایت دلائل کے ساتھ ہے۔ تم لوگوں کو صرف یہ حکم نہیں دے دیا کہ تم اس کو پڑھو، اس میں ہدایت ہے بلکہ ہر ہدایت کی دلیل دی گئی ہے۔ اس کو سمجھو، پڑھو اور اپنے اوپر لاگو کرو کیونکہ دلائل کے ساتھ سمجھی ہوئی بات پر عمل دل کی گہرائی سے ہو سکتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ مورخہ 11 جولائی 2014ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

”میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں“

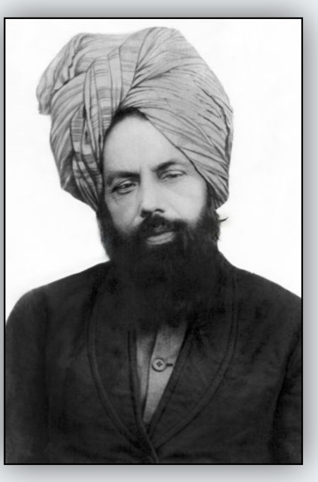

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔

”وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔

دوسرا ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانوں کو دیا گیا ہے سنّت ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی کارروائیاں جو آپ نے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کے لئے کر کے دکھلائیں مثلاً قرآن شریف میں بظاہر نظر پنجگانہ نمازوں کی رکعات معلوم نہیں ہوتیں کہ صبح کس قدر اور دوسرے وقتوں میں کس کس تعداد پر لیکن سنّت نے سب کچھ کھول دیا ہے یہ دھوکہ نہ لگے کہ سنّت اور حدیث ایک چیز ہے کیونکہ حدیث تو سو ڈیڑھ سَو برس کے بعد جمع کی گئی مگر سنّت کا قرآن شریف کے ساتھ ہی وجود تھا مسلمانوں پر قرآن شریف کے بعد بڑا احسان سنّت کا ہے خدا اور رسول کی ذمہ داری کا فرض صرف دو امر تھے اور وہ یہ کہ خدا نے قرآن کو نازل کر کے مخلوقات کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے منشاء سے اطلاع دی یہ تو خدا کے قانون کا فرض تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرض تھا کہ خدا کی کلام کو عملی طور پر دکھلا کر بخوبی لوگوں کو سمجھا دیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گفتنی باتیں کردنی کے پیرایہ میں دکھلا دیں اور اپنی سنّت یعنی عملی کارروائی سے معضلات اور مشکلات مسائل کو حل کر دیا یہ کہنا بے جا ہے کہ یہ حل کرنا حدیث پر موقوف تھا کیونکہ حدیث کے وجود سے پہلے اسلام زمین پر قائم ہو چکا تھا کیا جب تک حدیثیں جمع نہ ہوئی تھیں لوگ نماز نہ پڑھتے تھے یا زکوٰۃ نہ دیتے تھے یا حج نہ کرتے تھے یا حلال و حرام سے واقف نہ تھے۔ ہاں تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثیں کھول کر بیان کرتی ہیں اور نیز بڑا فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ وہ قرآن کی خادم اور سنّت کی خادم ہے جن لوگوں کو ادب قرآن نہیں دیا گیا وہ اس موقع پر حدیث کو قاضی قرآن کہتے ہیں جیسا کہ یہودیوں نے اپنی حدیثوں کی نسبت کہا مگر ہم حدیث کو خادم قرآن اور خادم سنّت قرار دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ آقا کی شوکت خادموں کے ہونے سے بڑھتی ہے قرآن خدا کا قول ہے اور سنّت رسول اللہ کا فعل اور حدیث سنّت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے۔ نعوذ باللہ یہ کہنا غلط ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے اگر قرآن پر کوئی قاضی ہے تو وہ خود قرآن ہے۔ حدیث جو ایک ظنی مرتبہ پر ہے قرآن کی ہرگز قاضی نہیں ہو سکتی صرف ثبوت مؤیّد کے رنگ میں ہے قرآن اور سنّت نے اصل کام سب کر دکھایا ہے اور حدیث صرف تائیدی گواہ ہے۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 ص 61،62)

اس شمارہ میں

- دربار خلافت
- نظم ۔ ترجمان اہل وفا
- الفضل کی توسیع اشاعت اور مطالعہ
- ذکر خیر صحابی محمد حسین باجوہؓ
- حضرت خلیفہ ثالثؒ کا خدام الاحمدیہ کو پیغام
- مشرقی افریقہ کے ممالک میں جلسہ ہائے سالانہ

دربارِ خلافت

نماز جمعہ کی اہمیت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''پس جو لوگ جمعوں میں شمولیت کو سرسری لیتے ہیں ان کے لئے بڑا انذار ہے۔ دل پر مہر کر دینے کا مطلب ہی یہ ہے کہ ان کو پھر نہ نیکیوں کی توفیق ملتی ہے نہ وہ اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے والے بنتے ہیں۔ پس ہر حدیث سے بڑا واضح ہے کہ ہر جمعہ ہی اہم ہے اور ہمیں اپنی پوری کوشش کر کے جمعہ میں شامل ہونا چاہئے۔ لیکن بعض مجبور ہیں جو نہیں آ سکتے۔ بعضوں کو خود اللہ تعالیٰ نے چھوٹ دی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں۔ وہ لوگ جو جمعوں سے مستثنیٰ ہیں ان کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غلام اور عورت اور بچہ اور مریض یہ سب مجبوری کے زُمرہ میں آتے ہیں۔

(سنن ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الجمعۃ للمملوک والمرأۃ حدیث 1067)

ان پر ضروری نہیں کہ یہ جمعہ پڑھیں۔ ان کی استثناء ہے۔ ان کے لئے ضروری نہیں کہ جمعہ پہ آئیں۔ یہاں اس بات کی وضاحت ہو گئی جو بعض عورتیں پوچھتی ہیں، مجھے خط بھی لکھتی ہیں، بلکہ شکایت کرتی ہیں کہ ہمیں بعض دفعہ انتظامیہ یہ کہتی ہے کہ جمعہ پہ بچوں کا شور ہوتا ہے اس لئے بچوں والی عورتیں نہ آیا کریں۔ ان عورتوں اور بچوں کو تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مستثنیٰ قرار دے دیا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ جہاں بچوں کو علیحدہ بٹھانے کا انتظام نہیں ہے وہاں بچوں والی عورتیں نہ آئیں۔ ویسے بھی عورتوں پر فرض نہیں ہے لیکن مردوں پر بہرحال واجب ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ سے بھی ایک دفعہ عورتوں کے جمعہ پڑھنے کے بارے میں مسئلہ پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ جو امر سنّت اور حدیث سے ثابت ہے اس سے زیادہ ہم اس کی تفصیل کیا کر سکتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو جب مستثنیٰ کر دیا تو پھر یہ حکم صرف مردوں کے لئے ہی رہا۔ (یعنی جمعہ کا)

(البدر 11 ستمبر 1903ء صفحہ 366 جلد 2 نمبر 34)

پس مردوں پر تو بہرحال واجب ہے کہ اگر وہ مریض نہیں اور کوئی جائز مجبوری نہیں تو بہرحال جمعہ پر آنا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جمعہ کی اہمیت کے بارے میں بتایا اور اسی اہمیت کے پیش نظر آپؑ نے اپنے زمانے میں 96-1895ء میں گورنمنٹ میں ایک تحریک کرنی چاہی کہ ہندوستان میں جمعہ ادا کرنے کے لئے سرکاری دفتروں میں دو گھنٹے کی رخصت ہوا کرے اور مسلمانوں سے دستخط لینے شروع کر دیئے۔ لیکن اس وقت مولوی محمد حسین صاحب نے ایک اشتہار دیا کہ یہ کام تو اچھا ہے لیکن مرزا صاحب کے ہاتھ سے یہ کام نہیں ہونا چاہئے، ہم خود اس کو سرانجام دیں گے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ہمیں تو کوئی نام و نمود کا شوق نہیں ہے۔ آپ خود کر لیں۔ اور پھر آپ نے کارروائی بند کر دی۔ لیکن پھر نہ مولوی محمد حسین صاحب کو، نہ کسی دوسرے مسلمان عالم کو یہ توفیق ہوئی کہ اس پر کارروائی ہو اور وہ کارروائی آگے نہیں چلی۔

پس ہم جو حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے کا دعویٰ کرنے والے ہیں ہمارے ہر عمل اور قول سے اسلام کی تعلیم کی حقیقت ظاہر ہونی چاہئے۔ ہمیں یہ عہد کرنا چاہئے کہ یہ رمضان جن برکات کو لے کر آیا تھا اور جو برکات چھوڑ کر جا رہا ہے اسے ہم نے اپنی زندگی کا حصہ بنانا ہے۔ انشاء اللہ۔ ہم نے اسلام کی عملی تصویر صرف ایک مہینہ کے لئے نہیں بنا بلکہ زمانے کے امام سے کئے ہوئے عہد کو مستقل پورا کرنا ہے۔''

(خطبہ جمعہ مورخہ یکم جولائی 2016ء)

ترجمان اہلِ وفا

یہ خزانہ ہے جو ہے سارے کا سارا آپ کا
یہ جریدہ اور اس کا ہر شمارہ آپ کا

حضرتِ فضلِ عمرؓ کے عزم و ہمت کا نشاں
حوصلے بڑھا رہا ہے ہر اشارہ آپؓ کا

اس میں ملفوظات و ارشادات کی ہے روشنی
جس سے روشن ہوگا قسمت کا ستارہ آپ کا

ہر ورق پہ ہیں رقم اس کے روایاتِ کہن
ہے یہ تہذیب و تمدّن کا ادارہ آپ کا

راہ سے بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھلاتا رہا
بحرِ ظلمت میں ہے یہ روشن منارہ آپ کا

آئینہ بن کے دکھایا آپ کے احوال کو
یہ کراتا آپ کو ہے خود نظارہ آپ کا

آپ کا اس کو تعاون ہر گھڑی مطلوب ہے
ہاں یہ پرچہ ہے جو ہے سب کا ہمارا آپ کا

اہل ''پیغامِ صلح'' کو اس نے یہ بتلا دیا
قادیاں کے بِن نہیں ہوگا گزارا آپ کا

ترجمانِ اہلِ وفا کا یہ رہا ہر دور میں
اس نے ہر اک عہد میں قرضہ اُتارا آپ کا

''ہے رضائے ذاتِ باری اب رضائے قادیان''
ہے خدائے قادیاں ہی خود سہارا آپ کا

محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس

الفضل کی توسیع اشاعت اور مطالعہ کے حوالہ سے خلفاء سلسلہ کی توقعات و ارشادات

"الفضل ہمارے سلسلہ کا آرگن ہے، یہ سلسلہ احمدیہ کی طرف سے شائع ہونے والے اخبارات میں سے سب سے مقدم ہے۔"(حضرت مصلح موعودؓ)

"سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر گھر میں الفضل پہنچے اور الفضل سے ہر گھر فائدہ اٹھارہا ہو۔"(حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ)

الفضل کا دستور العمل

حضرت حافظ حکیم مولانا نورالدین بھیروی خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں۔

"برادران و عزیزان و بزرگان اخبار میں وہ مضمون دو جس میں نفسانیہ خواہشات ،سوء ظن، تفرقہ و امراء پر اعتراض اور اس میں ناعاقبت اندیشی خودغرضی، طمع، دین الٰہی سے بے خبری، نفاق جو بدعہدیوں سے پیدا ہوتا ہے اور حکام کی نااہلی، ترک افشاء سلام (خصوصاً ہندوستان میں یہ مبارک دعا معیوب یقین کی گئی) ترک جمعہ و جماعات امراء میں تعلّی، عادات بدنی نے کہاں نوبت پہنچائی ہے کا علاج۔اللہ تعالیٰ توفیق دے۔"

(الفضل 18جون1913ء)

الفضل کے اجراء کا پس منظر

حضرت مصلح موعودؓ الفضل کے اجراء کا پس منظر بیان کرتے ہوئے تحریرفرماتے ہیں۔

"اس بات کو خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور نہ کوئی جان سکتا ہے کہ کن کن دعاؤں اور استخاروں کے بعد ہم نے الفضل کی اشاعت کا کام اپنے ذمہ لیا ہے چونکہ خداتعالیٰ کے سوا علیم و خبیر اور کوئی ہستی نہیں۔اس لئے ہمارے اس دکھ اور تکلیف کا بھی کوئی شخص اندازہ نہیں کرسکتا جو اس اخبار کے اجراء کا موجب ہوا۔

......تمام بنی نوع انسان کے لئے بالعموم میرے دل میں پوشیدہ تھے۔ سمجھنا ہر ایک انسان کا کام نہ تھا اور کوئی انسان نہیں کہہ سکتا تھا کہ کس دکھ اور درد نے مجھے اس طرف مائل کیا کہ میں ایک اخبار کے ذریعہ سے ان نقائص کو دور کرنے کی کوشش کروں۔جو اس وقت (جماعت احمدیہ) میں پیدا ہورہے ہیں۔

"میں جب اس کام کے لئے اٹھا تو دور تاریکی میں ایک آواز تھی جس کے بلانے پر میں اٹھا اور ایک صدا تھی جس کے جواب دینے کے لئے میں نے حرکت کی میں نہیں جانتا تھا کہ دراصل کیا ضرورت ہے جس کے پورا کرنے کے لئے میں جدوجہد کرنے لگا ہوں۔میں لوگوں کو ضروریات بتاتا تھا۔مگر خود غافل تھا جس طرح خواب میں ایک شخص آنے والے واقعات کو اونچی آواز سے بیان کر دیتا ہے۔سننے والے سن لیتے ہیں اور وہ خود بے خبر ہوتا ہے یہی میری حالت تھی کہ میں لوگوں کو آنے والے خطرات سے ڈراتا تھا لیکن خود ان کی اہمیت سے ناواقف تھا کیونکہ مستقبل کی آفات سے کوئی شخص کیونکر واقف ہوسکتا ہے۔میں بھی ایک انسان تھا اور میرا معاملہ دوسروں سے علیحدہ نہ تھا آخر وقت نے ثابت کر دیا کہ میں نے جو نہ سمجھا تھا وہ حرف بحرف پورا ہوا اورجس کا مجھے علم نہ تھا وہ خدا کے علم میں تھا زمانہ نے خود بتادیا کہ الفضل کی ضرورت تھی اور سخت تھی۔یہ ڈوبتے ہوؤں کے لئے ایک تنکا تھا اور کہتے ہیں کہ ڈوبتے ہوؤں کے لئے ایک تنکا کا بھی سہارا کافی ہوجاتا ہے۔یہ ایک بارش تھی جو عین وقت پر ہوئی میں نہیں جانتا کہ الفضل نے کیا کیا اور اس کا اثر کیا ہوا۔خداتعالیٰ خود اسے ثابت کرے گا اور مستقبل کے تاریک پردہ میں سے اس کے اثرات کی روشن تصویرخود بخود سامنے آجائے گی نہ مجھے اس کا علم ہے اور نہ مجھے اس کے جاننے سے کچھ فائدہ ہے۔میں اتنا جانتا ہوں کہ اس اخبار کی ضرورت تھی اور یہی وجہ ہے کہ ایک قدوس ذات مجھے آگے دھکیل رہی تھی۔میں جو پہلے لوگوں کو اس کی ضروریات سمجھاتا رہا تھا۔آنکھ کھلنے پر حیران ہوں کہ میں خود ناواقف تھااورلوگوں کو واقف کرتا رہتا تھا۔" (روزنامہ الفضل 15 اکتوبر1913ء)

ایک اور موقع پر آپؓ نے فرمایا:

"آج لوگوں کے نزدیک الفضل کوئی قیمتی چیز نہیں مگر وہ دن آرہے ہیں اور وہ زمانہ آنے والا ہے جب الفضل کی ایک جلد کی قیمت کئی ہزار روپیہ ہوگی لیکن کوتاہ بین نگاہوں سے یہ بات ابھی پوشیدہ ہے۔" (الفضل 28مارچ1946ء)

لکھنے والوں کو بعض نصائح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ الفضل میں مضامین لکھنے والوں کو بعض نصائح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"اسی طرح دوستوں کو اور علمی مسائل کے متعلق کتابیں لکھنی چاہئیں، مگر وہ مسائل علمی ہونے چائیں۔دوسروں کی اندھی تقلید میں رٹ نہیں لگانی چاہئے۔......پس جو اصولی نیکیاں ہیں ان کو پیش کرنا چاہئے اور انہی پر زیادہ زور دینا چاہئے۔لیکن اگر کسی کی کوئی ایسی نیکی پیش کرتے ہیں جو رسول کریم ﷺ یا حضرت مسیح موعودؑ میں نہیں پائی جاتی تھی تو ہم حضرت عمرؓ یا کسی اور کی تعریف نہیں کرتے بلکہ رسول کریم ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کی ہتک کرتے ہیں۔"

اسی طرح آگے چل کر فرمایا کہ

"الفضل ہمارے سلسلہ کا آرگن ہے لیکن اس میں متعدد دفعہ ایسے مضامین شائع ہوئے ہیں۔پہلے ایک لکھتا ہے اور دو چار مہینے کے بعد وہی مضمون اپنے الفاظ میں نقل کر کے کوئی دوسرا دوہرا دیتا ہے اور اس بات کو بالکل نہیں سمجھا جاتا کہ ان مضامین کے نتیجہ میں رسول کریم ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ پر اعتراض واقعہ ہو جائے گا اور مخالف کہے گا کہ اگر یہ نیکی ہے تو آیا یہ نیکی ان میں بھی پائی جاتی تھی جن کو تم نبی، رسول اور دنیا کا نجات دہندہ سمجھتے ہو۔" (خطبات شوریٰ جلد دوم صفحہ217تا218)

الفضل کی اشاعت میں اضافہ کی ضرورت

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے جلسہ سالانہ 27دسمبر1938ء کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"روزنامہ الفضل سلسلہ احمدیہ کی طرف سے شائع ہونے والے اخبارات میں سے سب سے مقدم الفضل ہے مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری جماعت اخبارات اور لٹریچر کی اشاعت کی طرف اتنی توجہ نہیں جتنا متوجہ ہونے کی ضرورت ہے اتنی وسیع جماعت میں جو سارے ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے اور جس کی سینکڑوں انجمنیں ہیں صرف دو ہزار کے قریب الفضل کی خریداری ہے حالانکہ اتنی وسیع جماعت میں الفضل کی اشاعت کم از کم پانچ سات ہزار ہونی چاہئے۔ایک علمی اور مذہبی جماعت میں الفضل کی اس قدر کم خریداری بہت ہی افسوسناک ہے۔"

(الفضل 16نومبر1960ء)

الفضل خرید کر پڑھنے کی تحریک

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

"میرے سامنے جب کوئی کہتا ہے کہ الفضل میں کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جس کی وجہ سے اسے خریدا جائے تو میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ مجھے تو اس میں کئی باتیں نظر آجاتی ہیں آپ کا علم چونکہ مجھ سے زیادہ وسیع ہے اس لئے ممکن ہے کہ آپ کو اس میں کوئی بات نظر نہ آتی ہو۔

اصل بات یہ ہے کہ جب کسی کے دل کی کھڑکی بند ہوجائے تو اس میں کوئی نور کی شعاع داخل نہیں ہو سکتی پس اصل وجہ یہ نہیں ہوتی کہ اخبار میں کچھ نہیں ہوتا بلکہ اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کے اپنے دل کا سوراخ بند ہوتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اخبار میں کچھ نہیں ہوتا۔

اس سستی اور غفلت کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری اخباری زندگی اتنی مضبوط نہیں جتنی کہ ہونی چاہئے حالانکہ یہ زمانہ اشاعت کا زمانہ ہے اور اس زمانہ میں اشاعت کے مراکز کو زیادہ سے زیادہ مضبوط ہونا چاہئے۔" (انوارالعلوم جلد14صفحہ 543)

کم از کم 20ہزار احمدی احباب اخبار خرید سکتے ہیں

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

"میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اگر اخبارات کے متعلق ہماری جماعت کی وہی حالت ہو جائے جو حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں تھی تو اخبار الفضل کے روزانہ ہونے کے باوجود کم ازکم پانچ ہزار خریدار پیدا ہوسکتے ہیں۔بشرطیکہ ہمارے دوستوں کے اندر وہی روح پیدا ہو جائے کہ وہ کہیں ہم نے بہرحال اخبار خریدنا ہے چاہے ہمیں پڑھنا آتا ہو یا نہ آتا ہو اور اسی روح سے کام کرنے کے نتیجے میں باقی رسائل وغیرہ کے بھی ہزار دو ہزار خریدار ہوسکتے ہیں کیونکہ اس وقت پنجاب میں ہماری ایک لاکھ سے زیادہ معلوم جماعت ہے۔وہ لوگ جوکمزوری کی وجہ سے اپنے آپ کو ظاہر نہیں کر سکتے یا دل میں تو احمدی ہیں مگر ہمیں ان کی احمدیت کا علم نہیں وہ اس سے الگ ہیں اور اگر سارے ہندوستان کو دیکھا جائے تو اس میں جو ہماری معلوم جماعت ہے اس کو شامل کرلیا جائے تو یہ تعداد 2 لاکھ تک ہو جاتی ہے اور اگر بیرون ہند کی معلوم جماعت کو اس میں شامل کرلیا جائے تو یہ تعداد تین ساڑھے تین لاکھ تک پہنچ جاتی ہے۔گویا وہ احمدی جو ہمارے ریکارڈ کے لحاظ سے ہمیں معلوم ہیں اور جو اپنے آپ کو ایک نظام میں شامل کئے ہوئے ہیں۔وہ تین چار لاکھ سے کم نہیں۔اگر یہ لوگ اپنے اندر زندگی کی حقیقی روح پیدا کریں اور عورتوں اور بچوں اور ان لوگوں کو نکال بھی دیا جائے جو انتہائی غربت کی وجہ سے کسی اخبار کے خریدنے کی طاقت نہیں رکھتے تو کم ازکم بیس ہزار لوگ یقیناً ہماری جماعت میں ایسے موجود ہیں جو سستا یا مہنگا کوئی نہ کوئی اخبار خرید سکتے ہیں مگر افسوس ہے کہ اس طرف توجہ نہیں کی جاتی اور ان کا نفس یہ عذر تراشنے لگ جاتا ہے کہ اور چندوں کی کثرت کی وجہ سے ہم اخبار نہیں خرید سکتے حالانکہ اس قسم کے چندے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں بھی تھے اور گو اس وقت عام چندہ کم تھا مگر ایسے مخلص بھی موجود تھے جو اپنا تمام اندوختہ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں پیش کردیتے تھے۔" (انوار العلوم جلد14ص543)

خریداروں میں اضافہ کی ضرورت

حضرت مصلح موعودؓ نے 7نومبر1954ء کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"ہمارے ملک میں اخبارات اور رسائل پڑھنے کا شوق بہت کم ہے۔الفضل ہمارا مرکزی اخبار ہے لیکن اس کی اشاعت بھی ابھی

دو ہزار ہے حالانکہ ہماری جماعت بہت بڑھ چکی ہے۔اگر جماعت کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے پانچ فیصدی بھی اخبار کی اشاعت ہوتی تو دس ہزار اخبار چھپنا چاہئے تھا اور صرف مردوں میں اس کی خریداری ہوتی تب بھی پانچ ہزار خریدار ہونے چاہئے تھے۔مگر الفضل کا خطبہ نمبر 24سو چھپتا ہے اور یہ تعداد بھی بڑا زور مارنے کے بعد ہوئی ہے ورنہ پہلے تو بہت ہی بدتر حالت تھی۔صرف گیارہ بارہ سو اخبار چھپتا تھا۔میں نے زور دیا تو چھبیس سو تک اس کی خریداری پہنچ گئی لیکن پارٹیشن کے بعد چونکہ میں نے ذاتی طور پر اس کی اشاعت میں دلچسپی نہیں لی اس لئے پھر اس کی خریداری بیس سو تک آ گئی ہے۔لیکن میں سمجھتا ہوں اگر جماعت توجہ کرے تو چار پانچ ہزار تک اس کی بکری ہوسکتی ہے اور پھر ایسی صورت میں الفضل کا حجم بھی بڑھایا جاسکتا ہے اور اس کے مضمون میں بھی تنوع پیدا کیا جاسکتا ہے۔"

(مشعل راہ جلد اول ص 701)

خریداری کی میں سفارش کرتا ہوں

حضرت مصلح موعودؓ بانی الفضل نے جلسہ سالانہ 27دسمبر 1941ء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"پس دوستوں کو اخبارات کی اشاعت کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہئے اور دوسروں کو بھی اس کی تحریک کرنی چاہئے۔ہماری جماعت اتنی ہی نہیں جتنی یہاں موجود ہے۔ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سے بہت زیادہ ہے۔کسی زمانہ میں ساری جماعت عورتیں2 بچے ملا کر بھی اتنی ہی ہوگی جتنی اب یہاں موجود ہے مگر اس وقت سلسلہ کے اخبارات کی اشاعت ڈیڑھ دوہزار ہوتی تھی۔مگر اب الفضل کے خریدار صرف بارہ سو ہیں حالانکہ اگر کچھ نہیں تو پانچ چھ ہزار اس وقت ہونے چاہئیں۔لوگ غیرضروری باتوں پر روپے خرچ کردیتے ہیں۔امراء کے گھروں میں بیسیوں چیزیں ایسی رکھی رہتی ہیں جو کسی کام نہیں آتیں۔......ایسی غیر ضروری چیزوں پر تولوگ روپے خرچ کردیتے ہیں لیکن خداتعالیٰ کی باتوں پر نہیں کرتے۔ان کے متعلق کہہ دیتے ہیں کہ وہ دہرائی جاتی ہیں حالانکہ اخبارات نہ صرف ان کے فائدہ کی چیز ہیں بلکہ ان کی اولادوں کے لئے بھی ضروری ہیں۔میں تو یہاں تک کوشش کرتا ہوں کہ جہاں تک ہوسکے ایک کتاب کی کئی کئی جلدیں مہیا کر کے رکھوں۔میرے دل پر یہ بوجھ رہتا ہے کہ میری اولاد خداتعالیٰ کے فضل سے زیادہ ہے ایسا نہ ہو کہ سب کے لئے کتب مہیا نہ ہوسکیں۔میرے پاس بعض کتابوں کے تین تین چارچار نسخے ہیں......تو کتابوں کا رکھنا اولاد کے لئے بہت مفید ہوتا ہے۔ایک دن آئے گا کہ وہ دنیا میں نہ ہوں گے اس وقت ان کی اولادیں ان اخبارات کو پڑھیں گے اور اپنے ایمان کو تازہ کریں گی۔بعد میں ان کے لئے ان کا حاصل کرنا مشکل ہوگا۔

دیکھو آج پرانے الفضل اور ریویو وغیرہ کے پرچے کس قدر مشکل سے ملتے ہیں۔کئی دوستوں نے مجھ سے بھی شکایت کی ہے کہ پرانے پرچے نہیں ملتے۔پس آج دوستوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے اور ان چیزوں کو خرید کر فائدہ اٹھانا چاہئے اور پھر اپنی اولادوں کے لئے ان کو محفوظ کر دینا چاہئے۔

سلسلہ کے اخبارات میں سے الفضل روزانہ ہے۔جہاں کوئی فرد نہ خرید سکے وہاں کی جماعتیں مل کر اسے خریدیں۔مجلس شوریٰ میں بھی اس سال یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ جن جماعتوں کے افراد کی تعداد بیس یا اس سے زیادہ ہے وہ لازمی طور پر روزانہ الفضل خریدیں اور جس جماعت کے افراد کی تعداد بیس یا اس سے کم ہو وہ الفضل کا خطبہ نمبر یا فاروق خریدے......دوستوں کو چاہئے کہ کثرت سے ان اخبارات اور رسائل کو خریدیں اور انہیں خریدنا اور پڑھنا ایسا ہی ضروری سمجھیں جیسا زندگی کے لئے سانس ضروری ہے۔یا جیسے وہ روٹی کھانا ضروری سمجھتے ہیں......

اخباروں اور رسائل کا خریدنا اور بھی ضروری سمجھا جائے۔میں امید کرتا ہوں کہ اس دفعہ ضرور احباب توجہ کریں گے اور اخبارات و رسائل کی خریداری کو ضروری سمجھیں گے۔الفضل،فاروق،نور،سن رائز اردو انگریزی،ان سب کی خریداری کی سفارش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ میری اس دفعہ کی سفارش کو دوست ضرور قبول کریں گے۔"

(انوارالعلوم جلد16ص245)

الفضل کا مطالعہ ضروری ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"خصوصیات سلسلہ کے لحاظ سے یہاں کے اخباروں میں سے دو اخبار الفضل و مصباح کا مطالعہ ضروری ہے اس سے نظام سلسلہ کا علم ہوتا ہے بعض لوگ اس وجہ سے ان اخباروں کو نہیں پڑھتے کہ ان کے نزدیک ان میں بڑے مشکل اور اونچے مضامین ہوتے ہیں ان کے سمجھنے کی قابلیت ان کے خیال میں ان میں نہیں ہوتی اور بعض کے نزدیک ان میں ایسے چھوٹے اور معمولی مضامین ہوتے ہیں کہ وہ اسے پڑھنا فضول خیال کرتے ہیں۔یہ دونوں خیالات غلط ہیں۔......پس تکبر مت کرو اور اپنے علم کی بڑائی میں رسائل اور اخبار کو معمولی نہ سمجھو۔قوم میں وحدت پیدا کرنے کے لئے ایک خیال بنانے کے لئے ایک قسم رسائل کا پڑھنا ضروری ہے۔"

(انوارالعلوم جلد11صفحہ67)

الفضل بطور تریاق

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"ہماری جماعت کے ایک مخلص دوست تھے جو اب فوت ہوچکے ہیں۔ان کے لڑکے نے ایک دفعہ مجھے لکھا کہ میرے والد صاحب میرے نام الفضل جاری نہیں کرواتے۔میں نے انہیں لکھا کہ آپ کیوں اس کے نام الفضل جاری نہیں کراتے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ مذہب کے معاملہ میں اسے آزادی حاصل رہے اور وہ آزادانہ طور پر اس پر غور کرسکے۔میں نے انہیں لکھا کہ الفضل پڑھنے سے تو آپ سمجھتے ہیں اس پر اثر پڑے گا اور مذہبی آزادی نہیں رہے گی۔لیکن کیا اس کا بھی آپ نے کوئی انتظام کر لیا ہے کہ اس کے پروفیسر اس پر اثر نہ ڈالیں۔اس کی کتابیں اس پر اثر نہ ڈالیں۔اس کے دوست اس پر اثر نہ ڈالیں اور جب یہ سارے کے سارے اثر ڈال رہے ہیں تو کیا آپ چاہتے ہیں کہ اسے زہر تو کھانے دیں اور تریاق سے بچایا جائے۔"

(تفسیر کبیر جلد7ص329)

ہرگھر کو الفضل لگوانے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

"سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر گھر میں الفضل پہنچے اورالفضل سے ہر گھر فائدہ اٹھارہا ہو۔ابھی جماعت کے حالات ایسے ہیں کہ شاید ہر گھر میں الفضل نہیں پہنچ سکتا۔لیکن جماعت کے حالات ایسے نہیں کہ ہر گھر اس سے فائدہ بھی نہ اٹھا سکے۔اگر ہر جماعت میں الفضل پہنچ جائے اور الفضل کے مضامین وغیرہ دوستوں کو سنائے جائیں تو ساری جماعت اس سے فائدہ اٹھاسکتی ہے۔خصوصاًخلیفۂ وقت کے خطبات اور مضامین اور درس اور ڈائریاں وغیرہ ضرور سنائی جائیں۔خصوصاًمیں نے اس لئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفۂ وقت کو امر بالمعروف کا مرکزی نقطہ بنایا ہے۔......

ہر جماعت میں کم ازکم ایک پرچہ الفضل کا جانا چاہئے اور اس کی ذمہ داری امراء اضلاع اور ضلع کے مربیان پر ہے اور اس کی تعمیل دومہینے کے اندر اندر ہوجانی چاہئے۔ورنہ بعض دفعہ تو میں یہ سوچتا ہوں کہ ایسے مربیوں کو جو ان باتوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے کام سے فارغ کردیا جائے اگر ان لوگوں نے خلیفۂ وقت کی آواز جماعت کے ہر فرد کے کان تک نہیں پہنچائی تو اور کون پہنچائے گا اس آواز کو اور اگر وہ آواز جماعت کے کانوں تک نہیں پہنچے گی تو جماعت بحیثیت جماعت متحد ہو کر غلبہ اسلام کے لئے وہ کوشش کیسے کرے گی جس کی طرف اسے بلایا جارہا ہے۔پس الفضل کی اشاعت کی طرف جماعت کو خاص توجہ دینی چاہئے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو الفضل خریدنا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کے کانوں تک وہ آواز پہنچنی چاہئے جو مرکز کی طرف سے اٹھتی ہے اور خلیفۂ وقت جو امربالمعروف کا مرکزی نقطہ ہے اس کی طرف آپ کے کان ہونے چاہئیں اور اس کی طرف آپ کی آنکھیں ہونی چاہئیں اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں اسلام جلد تر غالب ہوجائے۔"

(روزنامہ الفضل28مارچ1967ء)

الفضل کی ضرورت

بحیثیت قوم ترقی کرنے کے لئے الفضل کا مطالعہ ضروری ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

"لوگ کہہ دیتے ہیں الفضل کا ہر مضمون اعلیٰ پایہ کا ہونا چاہئے۔میں بھی کہتا ہوں الفضل کا ہر مضمون اعلیٰ پایہ کاہونا چاہئے۔وہ کہتے ہیں(بعض لوگ)کہ اگر الفضل کا ہر مضمون اعلیٰ پایہ کا نہیں ہوگا تو اس کو لے کے پڑھنے کی کیا ضرورت۔میں کہتا ہوں کہ اگر الفضل کا ایک ایک مضمون بھی اعلیٰ پایہ کا ہے تو اسے لے کے اسے پڑھنے کی ضرورت ہے۔میں اس سے بھی آگے جاتا ہوں میں کہتا ہوں اگر الفضل میں ایک ایسا مضمون ہے جس میں ایک بات ایسی لکھی ہے جو آپ کو فائدہ پہنچانے والی ہے تو اس فائدہ کو ضائع نہ کریں آپ۔اگر آپ نے بحیثیت قوم ترقی کرنی ہے۔"

(خطاب جلسہ سالانہ27دسمبر1979ء)
(الفضل24فروری1980ء)

پریس کے قیام کی تحریک

جماعت کا اپنا پریس نہ ہونے کی وجہ سے اشاعت قرآن کے منصوبہ میں دیرہوئی تھی اور دیگر مشکلات پیش آئی تھیں۔چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اللہ تعالیٰ کی منشاء سے 9 جنوری 1970ء کے خطبہ میں پریس کے قیام کی تحریک فرمائی۔حضورؒ نے فرمایا:۔

"بڑے زور سے میرے دل میں یہ خیال پیدا کیا گیا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ دو چیزیں ہمارے پاس اپنی ہوں۔ایک تو ہمارے پاس بہت اچھا پریس ہو ... اس اچھے پریس کے لئے ہمیں 10,5 لاکھ روپیہ کی ضرورت ہو گی ...اگر اپنا پریس ہوگا تو قرآن کریم سادہ یعنی قرآن کریم کا متن بھی ہم شائع کرلیا کریں گے اس کی اشاعت کا بھی تو ہمیں بڑا شوق اور جنون ہے یہ بات کرتے ہوئے بھی میں اپنے آپ کو جذباتی محسوس کررہا ہوں ہمارا دل تو چاہتا ہے کہ ہم دنیا کے ہر گھر میں قرآن کریم کا متن پہنچا دیں۔اللہ تعالیٰ آپ ہی اس میں برکت ڈالے گا تو پھر بہتوں کو یہ خیال پیدا ہوگا کہ ہم یہ زبان سیکھیں یا اس کا ترجمہ سیکھیں پھر اور بھی بہت سارے کام ہیں جو ہم صرف اس وجہ سے نہیں کر سکتے کہ ہمارے پاس پریس نہیں لیکن میرے دل میں جو شوق پیدا کیا گیا ہے اور جو خواہش پیدا کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ سارے پاکستان میں اس جیسا اچھا پریس کوئی نہ ہو اور پھر اس پریس کو اپنی عمارت کے لحاظ سے اور دوسری چیزوں کا خیال رکھ کر اچھا رکھا جائے۔عمارت کو ڈسٹ پروف (Dust Proof) بنایا جائے تاہم ایک دفعہ دنیا میں اپنی کتب کی اشاعت کر جائیں۔"

(خطبات ناصر جلد3 ص25,24)

اس تحریک کی روشنی میں جدید پریس کی بنیاد رکھی گئی۔

شکر گزاری کے لئے الفضل پڑھیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 15اکتوبر 1971ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:

"بڑا افسوس ہے کہ جماعت میں بھی بعض ایسے لوگ ہیں جو الفضل کو پڑھتے نہیں ایک نظر ڈالا کریں شاید اس میں دلچسپی کی کوئی چیز مل جائے اور خصوصاً اللہ تعالیٰ کے جو فضل جماعت پر نازل ہورہے ہیں ان کو پڑھا کریں،اس کے بغیر آپ شکر نہیں ادا کرسکتے

کیونکہ جس شخص کو یہ احساس ہی نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کتنی رحمتیں اور برکتیں اس پر نازل کررہا ہے وہ اللہ کا شکر کیسے ادا کرے گا اور احساس کیسے پیدا ہوگا جب تک آپ اپنے علم کو up to date نہ کریں یعنی آج تک جو فضل نازل ہوئے ہیں اس کا پورا علم نہ ہو۔‘‘
(خطبات ناصر جلد3ص463)

20ہزار اشاعت کی تحریک

جلسہ سالانہ 1982ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے الفضل کی اشاعت 10ہزار تک بڑھانے کی تحریک فرمائی اور جب مارچ 1984ء میں مینیجر الفضل کی طرف سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں ایک چٹھی لکھی گئی جس میں یہ ذکر تھا کہ ماہ فروری 1984ء میں الفضل کی اشاعت سات ہزار تھی (خطبہ نمبر کی اشاعت آٹھ ہزار تھی) اس پر حضور انور نے اپنے دست مبارک سے رقم فرمایا۔
’’ ابھی تک اشاعت تھوڑی ہے۔ دس ہزار تومیں نے کم سے کم کہی تھی۔ پندرہ بیس ہزار ہونی چاہیے۔‘‘

الفضل کے لئے دعائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 1988ء میں الفضل کی بندش کے بعد اجراء پر ایڈیٹر الفضل کے نام لکھا:
’’الفضل شائع ہونا شروع ہو گیا ہے۔بے حد خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور پہلے سے بہت بڑھ کر ہر پہلو سے ترقی کرے۔ علمی معیار بھی بلند ہو اور تعداد میں بھی ریکارڈ اضافہ ہو۔ ... سب کارکنان کو میری طرف سے محبت بھرا سلام کہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو اور ہر شر سے محفوظ رکھے۔‘‘
(الفضل 21 دسمبر 1988ء)

32 دشمن دانتوں میں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایڈیٹر الفضل کے نام خط میں تحریر فرمایا:
’’بڑی توجہ سے الفضل کا مطالعہ کر رہا ہوں۔الفضل اللہ تعالیٰ کے فضل سے دن بدن ترقی کررہا ہے۔ ... آپ کی کوششیں قابل تحسین ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ میں دعا میں اس نکتے کو یاد رکھتا ہوں کہ الفضل کی زبان محض 32 دانتوں میں نہیں بلکہ 32 دشمن دانتوں میں گھری ہوئی عمدگی سے مافی الضمیر ادا کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کی حفاظت فرمائے۔ چشم بد دور۔ اپنے ساتھیوں کو میری طرف سے محبت بھرا سلام کہیں۔ آپ سب کو نیا سال مبارک ہو۔ قارئین الفضل تک میرا محبت بھرا سلام اور سال نو کی مبارک بھی پہنچا دیں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔‘‘
(الفضل 18 جنوری 1989ء)

الفضل پڑھنے کی تلقین

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجتماع انصاراللہ یوکے سے خطاب کرتے ہوئے 4۔اکتوبر2009ء کو فرمایا:
’’کوئی یہ دعویٰ کرہی نہیں سکتا کہ ہم نے کتب کو پڑھ لیا ہے۔یا قرآن کریم کا ترجمہ پڑھ لیا ہے یاتفسیریں پڑھ لی ہیں یا کچھ احادیث پڑھ لی ہیں اس لئے اب ہم اتنے قابل ہوگئے ہیں کہ اب مزید علم کی ضرورت نہیں۔علم کو تو بڑھاتے چلے جانا چاہیے۔جواپنے آپ کو اپنے زعم میں بہت بڑا علمی آدمی سمجھتے ہیں ان کی سوچیں بڑی غلطی ہیں۔
حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ الفضل جماعت کا اخبار ہے۔لوگ وہ نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ اس میں کون سی نئی چیز ہوتی ہے،وہی پرانی باتیں ہوتی ہیں۔حضرت مصلح موعودؓ جن کے بارے میں خداتعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بتایا تھا کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا،وہ فرماتے ہیں کہ شائد ایسے پڑھے لکھوں کو یا جو اپنے زعم میں پڑھا لکھا سمجھتے ہیں کوئی نئی بات الفضل میں نظر نہ آتی ہو اور وہ شائد مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہوں لیکن مجھے تو الفضل میں کوئی نہ کوئی نئی بات ہمیشہ نظر آجایا کرتی ہے۔‘‘
(انوارالعلوم جلد14صفحہ546,545)

تو جس کو علم حاصل کرنے کا شوق ہو وہ تو پڑھتا رہتا ہے اور بغیر کسی تکبر کے جہاں سے ملے پڑھتا رہتا ہے۔جو علم رکھتے ہیں انہیں اپنا علم مزید بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیے اور جو کم دینی علم رکھتے ہیں ان کو بھی اس طرف توجہ دینے چاہئے تا کہ پھر یہ علم جہاں ان کی اپنی معرفت بڑھانے کا باعث بنے وہاں ان کے بچوں کے لئے بھی نمونہ قائم کرنے والا ہو۔جب بچے دیکھیں گے کہ گھروں میں اپنی کتابیں پڑھی جارہی ہیں تو ان میں بھی رجحان پیدا ہوگا۔اکثر ان گھروں میں جہاں یہ کتابیں پڑھی جاتی ہیں ان کے بچے شروع میں ہی چھوٹی عمر میں ہی کتابیں پڑھ رہے ہوتے ہیں اور یہ علم پھر سب سے بڑھ کر دعوت الی اللہ کے میدان میں کام آتا ہے۔
(الفضل28جنوری2010ء)

الفضل کا پہلا صفحہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جامعہ احمدیہ یو۔کے کی کلاس سے 17 مارچ 2007ء کو خطاب کرتے ہوئے دریافت فرمایا:۔
’’الفضل ربوہ آتا ہے‘‘ اور تلقین فرمائی کہ الفضل کا پہلا صفحہ ملفوظات والا پڑھا کرو۔ اگر کوئی کتاب نہیں پڑھ رہے تو وہی پڑھو، رسالوں میں کوئی نہ کوئی اقتباس چھپا ہوتا ہے۔ اس میں سے پڑھا کرو۔ ابھی سے یادداشت میں فرق پڑ جائے گا اور عادت پڑ جائے گی‘‘۔
(الفضل 18جون2008ء)

الفضل کا ایک مضمون

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 8مئی 2009ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔
’’گزشتہ دنوں میں الفضل میں ایک مضمون دیکھ رہا تھا۔مالی قربانی پہ کسی لکھنے والے نے لکھا۔ربوہ میں کسی احمدی کا واقعہ تھا کہ وہ صاحب گوشت کی دکان پر کھڑے گوشت خرید رہے تھے۔ وہاں سے سیکرٹری مال کا سائیکل پر گزر ہوا تو اس شخص کو دیکھ کر جو سودا خرید رہا تھا، سیکرٹری مال صاحب وہاں رک گئے اور صرف یاددہانی کے لئے بتایا کہ آپ کا فلاں چندہ بقایا ہے۔ تو اس شخص نے پوچھا کہ کتنا بقایا ہے؟ جب سیکرٹری مال نے بتایاتو وہ کافی رقم تھی۔ تو انہوں نے وہیں کھڑے کھڑے وہ سیکرٹری مال کو ادا کر دی اور رسید لے لی۔ اور قصائی سے جو گوشت خریدا تھا وہ اس کو واپس کر دیا کہ آج ہم گوشت نہیں کھا سکتے۔ سادہ کھانا کھائیں گے۔‘‘
(الفضل 23جون 2009ء)

الفضل کی سعادت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے جلسہ سالانہ 2009ء کے انتظامات کا معائنہ کرتے ہوئے 19جولائی2009ء کو فرمایا:
’’چند دن ہوئے میں نے الفضل میں ایک مضمون پڑھا، پروازی صاحب کا تھا کہ جلسہ کے دنوں میں ایک خاتون بڑی مستعدی سے اپنے ٹائلٹ میں جو بھی کوئی جاتا تھا اس کے بعد فوری طور پر صفائی کرتی تھیں اور بڑا صاف رکھا ہوا تھا۔ Gloves پہنے ہوئے اور دیکھنے میں بڑی رکھ رکھاؤوالی خاتون لگتی تھیں۔ تو خیر ایک خاتون جو اندر گئی Washroom استعمال کرنے کے بعد ان کو بڑا خیال آیا پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ کیونکہ یہ لگتا ہے بڑی رکھ رکھاؤ والی خاتون ہیں۔ لیکن مستعدی سے یہ کام کر رہی ہیں عورتوں کے لئے میں خاص طور پر یہ بات کر رہا ہوں۔ بتانے والے نے ان کو بتایا کہ چوہدری شاہنواز صاحب کی بیگم ہیں اور ہر سال یہ کہہ کر یہاں ڈیوٹی لگواتی ہیں۔ کہ میری ڈیوٹی جو ہے وہ صفائی میں لگائی جائے......لکھنے والے نے لکھا کہ کئی دفعہ ان کو کہا بھی گیا کہ کہیں اور ڈیوٹی دے دیں لیکن وہ زور دے کر صفائی کے اوپر ڈیوٹی لگواتی تھیں اور بڑی مستعدی سے کام کیا کرتی تھیں۔‘‘
(الفضل 18جون2010ء)

الفضل علم بڑھانے کا اہم ذریعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفین نو کلاس مورخہ 12 دسمبر 2010ء میں فرمایا:۔
’’الفضل اخبار جو ہے اس میں مختلف مضمون لوگ لکھتے ہیں۔ تو اس کی اشاعت بہت کم تھی۔ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خطبہ میں کہا کہ لوگ الفضل نہیں پڑھتے کہ اس میں تو بہت سے مضمون آتے ہیں، ہم نے پڑھے ہوئے ہیں، ہمارا اتنا علم ہے۔ جیسے لوگ مضمون لکھتے ہیں اتنا ہمیں علم ہے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس پر لکھا کہ شاید لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ الفضل کوئی ایسی کام کی چیز نہیں ہے، ہمارا علم اس سے زیادہ ہے۔ ان کا شاید علم زیادہ ہوتا ہو لیکن میرا علم تو اتنا زیادہ نہیں میں تو الفضل روزانہ پڑھتا ہوں اور کوئی نہ کوئی نئی بات مجھے پتہ لگ جاتی ہے۔
اور وہ آدمی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے الہام کیا تھا کہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ ان کو تو علم مل رہا ہے الفضل سے اور بعض جو نام نہاد ہوتے ہیں اپنے آپ کو صرف ظاہر کرنے والے ہم بہت علمی آدمی ہوگئے ہیں، ان کو نہیں ملتا تو نہ ملے۔ اس لئے ہر چیز جو یہاں سنو کسی نہ کسی میں کوئی کام کی بات ہوتی ہے۔ ہر لڑکا جو کہتا ہے کچھ نہ کچھ بات، کام کی بات کر جاتا ہے۔‘‘
(الفضل 18جون 2011ء)

****

بقیہ از ص 8۔جلسہ مشرقی افریقہ

افتتاحی اجلاس کے مہمانِ خصوصی HON. CHIRAU ALI MWAKWERE ECG تھے۔ جو کینیا کی ایک سیاسی پارٹی کے سربراہ ہونے کے علاوہ سابقہ ادوار میں وزیر اور سفیر کے معزز عہدوں پر قابل قدرقومی خدمات بجا لا چکے ہیں اور جماعت احمدیہ سے پرانا اخلاص کا تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعض کتب کا مطالعہ کر رکھا ہے۔ چنانچہ اسی حوالہ سے آپ نے احبابِ جماعت کو مطالعہ کتب کی تلقین فرمائی۔ احمدی ترجمہء قرآن،سواحیلی زبان میں پہلا دینی اخبار Mapenzi ya Mungu (محبتِ الٰہی) جو جماعت نے 1936ء میں شائع کرنا شروع کیا اور آج تک تنزانیہ سے شائع ہو رہا ہے۔)اور اسلامی اصول کی فلاسفی کا خاص طور پر ذکر فرمایا۔ مکرم طارق محمود ظفرصاحب امیر و مشنری انچارج کینیانے لوائے احمدیت اور مہمان خصوصی نے کینیا کا جھنڈا لہرایا۔ جونہی دونوں جھنڈے ہوا میں بلند ہوئے تو فضا نعرہ ہائے تکبیر ،احمدیت زندہ باد اور کینیا زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔
جلسہ ہذا کی کوریج کے لیے سرکاری ٹی وی چینل کے علاوہ دو پرائیویٹ چینلز کے نمائندگان بھی آئے ہوئے تھے انہوں نے جلسہ کی کوریج کے علاوہ مکرم امیر صاحب کا انٹرویو بھی ریکارڈ کیا۔ جلسہ میں بکسٹال اور کھانے پینے کی اشیاء کے علاوہ ہیومینیٹی فرسٹ نے بھی اپنا سٹال لگا کر اپنی خدمات کواجاگر کیا ۔
جلسہ ہذا میں شرکت کے لیے اگونجا جماعت کے احباب جس بس میں نیروبی آ رہے تھے وہ بس ایک اترائی پر بریکیں فیل ہونے کی وجہ سے الٹ گئی جس کی وجہ سے اموات بھی ہوئیں اور متعدد لوگ زخمی بھی ہوئے مگر اللہ کے فضل سے اس بس میں سوار تمام احمدی محفوظ رہے اور کسی کو خراش تک نہ آئی۔ اگرچہ یہ واقعہ بہت تکلیف دہ اور افسوس ناک ہے مگر معجزانہ طور پر تمام احمدی احباب کا بالکل محفوظ رہنا انکے ازدیاد ایمان کا موجب بنا۔

****

غلام مصباح بلوچ۔کینیڈا

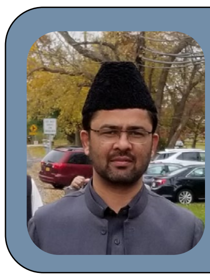

محبت و عقیدت رکھنے والے حضرت مسیح موعودؑ کے مخلص صحابی

حضرت چودھری محمد حسین باجوہ سیالکوٹ

حضرت چودھری محمد حسین صاحب رضی اللہ عنہ ولد مکرم چودھری صوبے خان صاحب قوم باجوہ تلونڈی عنایت خان ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے، آپؓ نے 1897ء میں قبول احمدیت کی توفیق پائی۔آپ اپنے خاندان میں سب سے پہلے احمدیت قبول کرنے والے تھے۔ آپؓ احمدیت کے مجسم نمونہ، چلتے پھرتے فرشتہ، بڑے عبادت گذار اور رؤیا صادقہ سے مشرف تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے بے حد محبت و عقیدت رکھنے والے اور نہایت اخلاص کے ساتھ سلسلہ احمدیہ کی خدمت کرنے والے تھے۔ آپ کی مخلصانہ قربانیوں کا کچھ تذکرہ جماعتی لٹریچر میں محفوظ ہے۔ اخبار الحکم ایک جگہ ”جزاك الله احسن الجزاء“ کے تحت خبر دیتے ہوئے لکھتا ہے:

”سلسلہ عالیہ کی ضروریات پر جو چٹھی حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے الحکم میں شائع کی ہے وہ ان شاء اللہ بے اثر نہ رہے گی چنانچہ چودھری محمد حسین صاحب گرداور قانون گو چونڈہ نے تحریر کیا ہے کہ میری تنخواہ 20 ماہوار ہے مگر میں نے عزم اور عہد کر لیا ہے کہ (دس روپے) سلسلہ عالیہ کی ضروریات کے لیے الگ کرتا رہوں۔ جزاک اللہ احسن الجزاء“

(الحکم 31مارچ 1901ء)

وقت کی قربانی کا بھی مثالی نمونہ پیش کیا، ایک مرتبہ آپ نے اپنی ملازمت سے چھ ماہ کی رخصت لے کر جماعتی کاموں میں حصہ لیا چنانچہ اخبار بدر آپ کے اس اخلاص کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”چودھری محمد حسین صاحب گرداور قانون گوئی سکنہ سیالکوٹ نے چھ ماہ کی رخصت حاصل کی ہوئی ہے۔ آپ کو حضرت اقدسؑ سے بڑا اخلاص ہے، یوں تو خدا کے فضل سے ضلع سیالکوٹ کی ساری جماعت دینی خدمات کی بجا آوری میں سبقت لے جانے میں مشہور ہے مگر منجملہ ان کے چودھری صاحب موصوف کو بھی اس بات کا بہت دلی جوش رہتا ہے کہ کوئی دینی خدمت ان سے ہو جائے چنانچہ آپ کی بڑی خواہش یہ تھی کہ یہ رخصت کے ایام ضائع نہ ہو جاویں، ان میں کوئی خدمت ہو جائے، اس وجہ سے انہوں نے اول تو ضلع سیالکوٹ میں بغرض فراہمی چندہ و تبلیغ سلسلہ عالیہ دورہ کیا اور باقی وقت کے لیے صدر انجمن احمدیہ نے ان کی دلی خواہش کے مطابق اجازت دی ہے کہ وہ دیگر اضلاع میں بھی بغرض تبلیغ و فراہمی چندہ دورہ کریں چنانچہ چودھری صاحب نے بمعہ ڈاکٹر احمد حسین صاحب ضلع لائل پور و سرگودھا کا دورہ شروع کیا ہے ، اسی طرح وہ ان شاء اللہ تعالیٰ دیگر اضلاع کا دورہ بھی فرمائیں گے ....“ (بدر 30جولائی 1908ء)

فروری 1922ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مسجد برلن جرمنی کی تعمیر کے لیے خواتین کو مالی قربانی کی تحریک فرمائی۔ جس پر لبیک کہتے ہوئے جماعت احمدیہ کی مستورات نے حیرت انگیز اخلاص اور قربانی کا مظاہرہ کیا، حضورؓ نے یکم مارچ 1923ء کو الفضل میں ایک مضمون ”مسجد برلن۔ مخلص بہنوں کے اخلاص کا نمونہ“ میں احمدی خواتین کی قربانیوں کو سراہتے ہوئے فرمایا:

”..... دوسری مثال اسی قسم کے اخلاص کی چودھری محمد حسین صاحب صدر قانون گو سیالکوٹ کے خاندان کی ہے۔ ان کی بیوی، بھاوج، بہو نے اپنے زیورات قریباً سب کے سب اس چندہ میں دے دیے جن کی قیمت اندازاً دو ہزار روپیہ تک پہنچتی ہے۔“

(الفضل یکم مارچ 1923ء)

آپؓ نے بطور انسپکٹر وصایا ضلع سیالکوٹ بھی خدمت کی توفیق پائی، سیکرٹری مجلس مقبرہ بہشتی ایک جگہ لکھتے ہیں:

”ضلع سیالکوٹ کا ایک وسیع علاقہ ہے، چوہدری محمد حسین پنشنر اس علاقہ میں بطور آنریری انسپکٹر وصایا کام کر رہے ہیں، باوجود ضعیف العمری کے کام نہایت مستعدی اور سرگرمی سے انجام دے رہے ہیں چنانچہ ماہ جون 1931ء میں انہوں نے مختلف دیہات کا دورہ کر کے 76موصی صاحبان کی تصدیق حیات کی اور دوستوں میں تحریک کر کے 5 نئے موصی بنائے، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور خدمت دین بجا لانے کی بیش از بیش توفیق بخشے۔“

(الفضل 28جولائی 1931ء)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

”چودھری صاحب موصوف بڑے اخلاص اور تن دہی سے سلسلہ کے کام سر انجام دے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے، آمین۔“ (الفضل 4اکتوبر 1931ء)

آپؓ ابتدائی موصیان میں سے تھے، وصیت نمبر 7 تھا اور 1/3 حصہ کی وصیت کی توفیق پائی۔ آپ نے یکم مارچ 1933ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔ اخبار الفضل نے خبر وفات دیتے ہوئے لکھا:

”نہایت ہی رنج اور افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ جناب چودھری محمد حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ والد چودھری محمد لطیف صاحب سب جج جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیمی اور مخلص صحابہ میں سے تھے، ایک طویل علالت کے بعد یکم مارچ منٹگمری میں وفات پاگئے۔ نعش بذریعہ لاری قادیان لائی گئی، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک بڑے مجمع کے ساتھ جنازہ پڑھایا اور مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن کیے گئے۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ ہمیں اس صدمہ میں جناب چودھری صاحب مرحوم کے تمام خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔“

(الفضل 5مارچ 1933ء)

آپ کی وفات پر جماعت احمدیہ سیالکوٹ نے تعزیتی قرارداد میں لکھا:

”..... چودھری صاحب موصوف نے اپنی بے نظیر کی قربانیوں اور اپنے تقویٰ طہارت اور پاکیزہ اخلاق کی جو یادگار جماعت احمدیہ سیالکوٹ میں چھوڑی ہے، وہ ایسی ہے کہ ان شاء اللہ العزیز موجودہ جماعت اور آنے والی نسلیں ہمیشہ اس سے فائدہ اٹھایا کریں گی.....“

(الفضل 14مارچ 1933ء صفحہ)

مکرم ناظر صاحب دعوت و تبلیغ قادیان نے لکھا:

”مرحوم کی بار بار تحریکوں کا ہی نتیجہ ہے کہ نظارت دعوت و تبلیغ دو ورقہ تبلیغی شائع کرنے کے قابل ہوئی ہے ، اللہ تعالیٰ ان کی اس مبارک تحریک کو ابدالآباد تک زندہ رکھے، انہوں نے ندائے ایمان کی تحریک میں یکصد روپیہ بطور اعانت اپنی وفات سے پہلے بھیجا اور جبکہ بستر سے اٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے، اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ سے نظام تبلیغی کو مضبوط کرنے کے لیے نہایت کار آمد تجاویز لکھیں اور مجھے چودھری محمد شریف صاحب بی اے ایل ایل بی منٹگمری نے جو ان کے بھتیجے ہیں، بتلایا کہ ایک ایک منٹ کے بعد بوجہ کمزوری ٹھہر ٹھہر کر انھوں نے وہ خط مکمل کیا ۔“

(الفضل 19اکتوبر 1933ء)

آپ کی اہلیہ محترمہ کا نام حضرت سردار بیگم تھا ۔ وہ بھی صحابیہ تھیں اور آپ ہی کی طرح سلسلہ احمدیہ سے نہایت اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی تھیں۔ ان کی بیان کردہ روایات رجسٹر روایات صحابہؓ نمبر 10 صفحہ 214-207 پر موجود ہیں۔ انہوں نے 21ستمبر 1970ء کو تقریباً 95سال کی عمر میں وفات پائی اور بوجہ موصیہ (وصیت نمبر 86) ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔ آپ کی اولاد:

(1) محترم محمد لطیف باجوہ صاحب (2)محترم چودھری محمد عظیم باجوہ صاحب (وفات 25نومبر 1999ء بہشتی مقبرہ ربوہ) (3)محترم چودھری عزیز احمد باجوہ صاحب (وفات 11جولائی 1993ء بہشتی مقبرہ ربوہ) (4)محترم محمد عبد اللہ صاحب (5)محترم محمد رحمت اللہ باجوہ صاحب کراچی (وفات 24مئی 2004ء بہشتی مقبرہ ربوہ) (6) محترمہ رسول بی بی زوجہ چوہدری عبدالحمید صاحب لوہری والا ضلع گوجرانوالہ (7)محترمہ رشیدہ بیگم زوجہ چوہدری بشیر احمد باجوہ موضع کھیوہ باجوہ ضلع سیالکوٹ

(حضرت نواب محمد الدین صاحب جنہوں نے ربوہ کی زمین کی خریداری میں نہایت قابل قدر خدمات سر انجام دیں، آپ کے حقیقی بھائی تھے۔)

****

ریاض محمود باجوہ

سال نو کا آغاز ہوچکا ہے۔ امام وقت کی قیادت میں احمدیت کا قافلہ الٰہی تائیدونصرت کے ساتھ اپنی منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہے ۔خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا بیج ایک تناور درخت بن چکا ہے۔ اس کو اکھاڑ پھینکنے کا دعویٰ کرنے والے ندامتوں اور ذلتوں کی نذر ہو چکے ہیں۔ جو عزت عظمت و شان وشوکت خدا تعالیٰ ہمیں عطا فرما رہا ہے اس کا تقاضہ ہے کہ ہم دل و جان سے اس عظیم مقصد کے حصول کے لیے اپنے امام کے حقیقی سلطان نصیر بنیں۔ ان کی ہدایت اور ارشادات پر کما حقہ عمل کرنے کی کوشش کریں ۔خدا تعالیٰ نے ہمیں عزت دی ہے ۔ہمیں اپنے حزب میں شامل کیا ہے یعنی حزب اللہ میں ہمارا شمار کیا ہے دوسری طرف حزب الشیطان اپنی تمام تر کوششوں سے اپنی مذموم کارروائیوں میں مصروف ہے۔

ایک ہیں جوپاک بندے ایک ہیں جو دلوں کے گندے

جیتیں گے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے

الٰہی تقدیر یہی ہے جَآءَالۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ

جب حق آجائے تو باطل بھاگ جاتا ہے۔

جماعت احمدیہ اپنے وعدوں کو نبھاتے ہوئے قربانیوں کے ہر میدان میں نہایت قابل ذکر و قابل فخر نمونہ پیش کر رہی ہے۔ان قربانیوں نے ابتدائے اسلام کی قربانیوں کی یاد تازہ کر دی ہے اور جماعت کا قدم قربانیوں کے میدان میں آگے ہی آگے بڑھتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ قربانیاں عظیم مقصد کے حصول کے لئے دی جارہی ہیں کہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی توحید قائم ہو اور نیکی غالب آئے اور برائی اپنی تمام تر نحوستوں کے ساتھ ملیامیٹ ہو جائے شیطان کے لشکرپسپا ہوں ان کی صفیں لپیٹ دی جائیں۔جان مال وقت اور عزت کی قربانی کا ہم نے عہد کیا ہے اور ہم اس پر قائم رہتے ہوئے پہلے کی طرح اس سال کے تمام ٹارگٹ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے پورے کرنے والے بنیں۔ دینی، علمی، اخلاقی اور روحانی میدان میں بھی قدم آگے بڑھانا ہے نظام جماعت کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری سے ہی کامیابی ملتی ہے۔

اَلدِّيۡنُ نَصِيۡحَةٌ۔ نصیحت سراسر خیر خواہی کا نام ہے۔؛ محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں؛ اسی مضمون کی وضاحت کا نعرہ ہے۔

باہمی محبت ،مروت اورالفت ہی الٰہی جماعتوں کی خاص علامت ہوتی ہے۔ان کی ساری طاقت اتحاد و اتفاق میں ہوتی ہے نہ کہ افتراق و انتشار میں۔

حسد ،بغض، کینہ، نفرت، عداوت کے اگر دلوں پر داغ دھبے ہوں گے تو ان پر خدا تعالیٰ کے پیار کی نظر نہیں پڑھ سکتی ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان،کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔ تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔ میں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصہ کا نقص اب تک موجود ہے۔تھوڑی تھوڑی اطاعت تمام کامیابیوں کی کلید ہے دینی انعامات ہوں یا روحانی مدارج و مراتب سب کا انحصار اس اطاعت پر ہے۔دنیاوی نظام میں بھی یہی روح اور جذبہ قابل قدر اور قابل ستائش متصور ہوتا ہے۔

اس خلق کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں ۔

اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اورروح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔

اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے۔ (الحکم نمبر 5 1901)

اطاعت کے نتیجے میں بڑی بڑی کامیابیاں حاصل ہوئیں جو بظاہر ناممکن نظر آتی تھیں جیسے آنحضرت صلی اللہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی قیادت کے نتیجہ میں بڑی بڑی کامیابیاں حاصل ہوئیں جو بظاہر ناممکن نظر آتی تھیں جیسے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت اسامہ بن زیدؓ کی قیادت میں جنگ کے لیے جانے والا لشکر کامیاب لوٹتا ہے اور عدم اطاعت کے نتیجہ میں جیتی ہوئی جنگ ہار میں تبدیل ہوجاتی ہے جیسے جنگ احد میں آنحضرت ﷺ کی تاکید کے باوجود تیراندازوں کا درہ خالی کر دینے کا واقعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اطاعت کا خلق اپنانے اور اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی برکات کا وارث بنائے۔(آمین)

****

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا مجلس خدام الاحمدیہ کو پیغام

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع 18اکتوبر1968ء کے افتتاح کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

کوئی معمولی مقام نہیں ہے ۔ جس پر آپ کو کھڑا کیا گیا ہے۔ اس لئے جو ذمہ داریاں آپ پر عائد ہوتی ہیں انہیں سمجھنے اور ان ذمہ داریوں کو پوری کوشش اور پوری جدوجہد سے نباہنے کی طرف آپ کو متوجہ ہونا چاہئے اور بنیادی طور پر دو خصوصیتیں آپ کے اندر پیدا ہونی چاہئیں جو اس آیت کریمہ میں بیان ہوئی ہیں کہ... جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین کے پانی پر اپنے تربیتی اور مجاہدانہ سفر میں پہنچے تو وہاں خدا تعالیٰ کی حکمت کاملہ نے آپ کو ایک نیکی کی توفیق عطا کی اوروہ یہ کہ کچھ عورتیں اپنے جانوروں کو پانی پلانا چاہتی تھیں۔ لیکن چونکہ ان کے ساتھ کوئی مرد نہ تھا اس لئے وہ ایک طرف کھڑی ہوئی اس بات کا انتظار کررہی تھیں کہ جب مرد چلے جائیں تو پھر آرام سے اپنے جانوروں کو پانی پلائیں ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی مدد کی اور ان کے جانورو ں کو پانی پلا دیا جب وہ اپنے گھر گئیں تو انہوں نے اپنے والد سے کچھ باتیں کی ہوں گی ان باتوں میں سے بعض باتیں اصولی تھیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کامل کتاب میں پر حکمت زبان میں بیان کیاہے اورایک چھوٹے سے فقرہ میں بیان کیا ہے کہ ان میں سے ایک لڑکی نے اپنے والد سے کہا کہ جسے خادم رکھنا ہواُس کے متعلق یہ دیکھ لینا چاہئے کہ وہ القوی اور الامین ہے یا نہیں کیونکہ بہتر خادم وہی ہوا کرتا ہے جو قوی اور امین ہو۔ جب ایک شخص کسی کو خادم رکھتے ہوئے ان دو صفات کو دیکھتا ہے تو وہ جو خدا کے خادم بننے کا دعویٰ کرتے ہیں انہیں اپنے اندر ان صفات کو بدرجہ اولیٰ پیدا کرنا چاہئے ایک القوی او ردوسرے الامین ہونا ۔ اسی طرح بالواسطہ ... خدام کا ذکر قرآن کریم میں آجاتا ہے ۔ کیونکہ جو اجرت پر رکھا جاتا ہے۔ وہ خادم ہوتا ہے اور اگرچہ اللہ تعالیٰ سے انسان اجرت تو مقرر نہیں کرواتا کہ اس کا حق نہیں لیکن اللہ تعالیٰ جو بے انتہاء فضل اور رحم کرنے والا ہے اس نے اپنے بندوں سے یہی وعدہ کیا ہے کہ اگر تم میری خدمت میں مصروف رہو گے تو میرے انعامات کے وارث بنتے چلے جاؤ گے ۔ پہلی صفت ایک خادم میں القوی کی ہونی چاہئے جب ہم لغت کو او رقرآن کریم کی اصطلاح کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ القوۃ کے ایک معنی القدرۃ کے ہیں اور یہ دونوں لفظ ہم معنی ہیں لیکن آگے پھر ہر قسم کی قوتوں کے معنی میں اس لفظ کو عربی زبان اور اللہ کی اصطلاح استعمال کرتی ہے ۔ اس کے معنی بدن کی قوت کے بھی ہیں ۔ اس کے معنی دل کی قوت اور مضبوطی کے بھی ہیں ۔ اس کے معنی اس قوت کے بھی ہیں جو خارجی اموال اور اسباب سے حاصل کی جاتی ہے او ر اس کے معنی اللہ تعالیٰ کی قوت اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بھی ہیں اس معنی میں بھی قرآن کریم میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ تو ایک بے مثل رنگ میں کامل قدرتوں اور طاقتوں کا مالک ہے اس لئے اس معنی میں تو انسان کے متعلق اس لفظ کو استعمال نہیں کیا جاسکتا سوائے ظلی طور پر لیکن جو تین معنی دوسرے ہیں ان میں یہ لفظ انسان کے لئے استعمال ہوسکتا ہے اور قرآن کریم ان تینوں معنوں میں اسے استعمال کرتا ہے۔

(الفضل15۔اکتوبر1969ء)

****

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

مظفر احمد درانی

مشرقی افریقہ کے ممالک میں جلسہ ہائے سالانہ کا انعقاد

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے احبابِ جماعت کی تعلیم و تربیت اور آپس کی اخوت و محبت کے قیام کے لئے 1891ء میں خدا تعالیٰ کے اذن سے قادیان دارالامان سے جلسہ سالانہ کا آغاز فرمایا جو ملک ملک میں جماعت کے پھیلاؤ کے باعث کئی ممالک میں منعقد ہونا شروع ہو چکا ہے جس سے ہر رنگ و نسل کی سعید روحیں سیراب ہو رہی ہیں۔

مشرقی افریقہ میں جماعت احمدیہ کا قیام 1896ء میں ہوا۔ نیروبی کے احمدیہ قبرستان میں بعض صحابہؓ کی قبور آج تک محفوظ ہیں۔

مشرقی افریقہ کے تینوں ممالک کینیا، تنزانیہ اور یوگنڈا کا پہلا مشترکہ جلسہ سالانہ 1945ء کو نیروبی میں منعقد ہوا۔ ساٹھ کی دہائی کے شروع میں ان ممالک کو برطانیہ سے آزادی ملی تو حسبِ حالات ان ممالک نے اپنے الگ الگ جلسے کرنا شروع کئے۔

ان ممالک میں ایک لمبا عرصہ تک جلسہ سالانہ بڑی بڑی جماعتوں میں روٹیٹ (Rotate) کرتا رہا۔ جس سے متعلقہ صوبہ اور علاقہ کے احباب جماعت کو بکثرت شامل ہونے کا موقع مل جاتا جبکہ دور کے علاقوں سے بھی کچھ نمائندگی ہو جاتی۔ اب ان ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ ایک مرکزی جلسہ گاہ میں ہی منعقد ہوتے ہیں۔

تنزانیہ

تنزانیہ کی مجلس مشاورت 1968ء محترم مولانا جمیل الرحمان رفیق امیر و مشنری انچارج تنزانیہ کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ احباب کی آمد اور وقت کی دستیابی کے باعث محترم امیر صاحب نے باہمی مشورہ سے جلسہ کے رنگ میں تقریر بھی فرمائی اور یہ اعلان کیا کہ آئندہ ہر سال جماعت تنزانیہ کا جلسہ سالانہ بھی ہوا کرے گا۔ چنانچہ اگلے سال سے جلسہ سالانہ کا آغاز ہو گیا۔ یوں مختلف صوبوں کی بڑی بڑی جماعتوں میں ہر سال جگہ بدل بدل کو جلسہ منعقد ہوتا رہا۔ آخر جماعتی مرکز دارالسلام کی مرکزی مسجد میں جلسہ منعقد کیا جاتا رہا۔ پھر شاملین کی تعداد بڑھنے سے جلسہ سالانہ کرائے کے ہال میں بھی ہو رہا۔ 1999 ء سے یہ جلسہ دارالسلام شہر کے وسط میں منازی موجا پارکس میں منعقد ہوتا رہا۔ 1988ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بابرکت دورہ کے باعث بکثرت پروگرام اور خطابات ہوئے، اس لئے الگ طور پر اس سال جلسہ سالانہ منعقد نہ ہوا۔ 2005ء کا جلسہ سالانہ منازی موجا پارکس دارالسلام میں منعقد ہوا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شرکت فرمائی۔

آج کل جماعت کے پاس اپنی چھیالیس ایکڑ پر مشتمل جلسہ گاہ ہے جہاں پر کامیابی کے ساتھ جلسہ منعقد ہو تا ہے، اسی احاطہ میں جماعت کا سیکنڈری سکول بھی ہے جس کی عمارت سے بھی استفادہ کیا جاتا ہے۔

اس سال 2019ء کا جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ تنزانیہ کا 50 واں جلسہ سالانہ تھا جو 27تا 29 ستمبر کو کیٹوگا کے مقام پر جماعتی جلسہ گاہ میں منعقد ہوا جس میں موزمبیق، ملاوی، یوگنڈا، کینیا، پاکستان اوربرونڈی سے مہمانوں سمیت کل 6094 احباب شامل ہوئے۔ خاکسار کو بھی اس تاریخی جلسہ میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ جلسہ سے دو روز قبل ایک پریس کانفرنس کے ذریعہ جلسہ کی غرض و غایت بیان کی گئی۔ جلسہ میں مختلف مبلغین و مقررین نے متفرق موضوعات پر سیر حاصل خطابات فرمائے۔ جلسہ گاہ کے ساتھ ہی مختصر بازار، جماعتی بک سٹال اور نمائش، mta اور احمدیہ ریڈیو کے بھی سٹالز لگائے گئے تھے۔ فری میڈیکل ایڈ کی سہولت بھی تمام دن حاصل رہی۔

اس موقع پر جامعہ احمدیہ تنزانیہ سے ایک استاد کی نگرانی میں 20 طلباء کا وفد تقریباً 230کلومیٹر کا فاصلہ سائیکلوں پر طے کر کے جلسہ میں شامل ہوا۔ بعض دیگر احباب بھی سائیکلوں پر تشریف لائے۔

میڈیا کے کل20 اداروں نے جلسہ کی کوریج کی۔ اس کے علاوہ MTA افریقہ امری عبیدی سٹوڈیوز تنزانیہ اور احمدیہ ریڈیو تنزانیہ کی ٹیم نے بڑی محنت کے ساتھ جلسہ سالانہ کے تمام پروگرامز کی مکمل کوریج کی۔

جلسہ کے دنوں میں ہی ایک سو سے زائد خون کی بوتلیں سرکاری ادارہ کو عطیہ کی گئیں۔ اختتامی سیشن میں نمایاں کارکردگی والے صوبہ جات اور احباب میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

ہمارے ان جلسہ ہائے سالانہ میں سرکاری، سماجی اور مذہبی رہنماؤں کا حاضر ہونا بھی ایک عام سی بات بن چکا ہے۔ چنانچہ تنزانیہ کے پچاسویں جلسہ سالانہ میں مذہبی رہنماؤں کے علاوہ جناب جنوری ماکامبا صاحب ممبر آف پارلیمنٹ اور سابق وفاقی وزیر نے شرکت فرمائی۔

تنزانیہ نام کی وجہ تسمیہ

ٹانگا نیکا اور زنجبار دو الگ الگ ریاستیں تھیں۔ برطانیہ سے آزادی کے بعد دونوں ملکوں کے الحاق کے بعد نئے نام کی تجویز پیش ہوئی۔ گورنمنٹ نے نام کی تجویز کے لئے تمام لوگوں کو دعوت دی اور انعام کا اعلان کیا۔ ایک احمدی طالب علم محمد اقبال ڈار صاحب (جو ان دنوں برطانیہ میں مقیم ہیں) نے تنزانیہ کا نام تجویز کیا جو سرکاری طور پر منظور ہوا۔ جس پر انہیں نقد انعام، میڈل اور سرٹیفیکیٹ سے نوازا گیا۔ جب ان سے نئے نام کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے

TAN from Tanganyika
ZAN from Zanzibar
I from my name, Iqbal
A from Ahmadiyya, my community

سے لیا۔ مجھے یہ نام اچھا لگا جبکہ اس کا وزن بھی اکثر افریقن ممالک پر تھا۔ چنانچہ میں نے اس کو مقابلہ میں پیش کر دیا۔

یوگنڈا

یوگنڈا کا پہلا دو روزہ جلسہ سالانہ دسمبر1984ء کو جماعتی سکول بشیر ہائی سکول کمپالا میں منعقد ہوا۔ اس وقت مکرم مولانا جلال الدین قمر صاحب امیر و مشنری انچارج تھے اور الحاج شعیب نصیرا کو افسر جلسہ سالانہ مقرر کیا گیا تھا۔ اس کے بعد کچھ وقفوں کے ساتھ جلسہ سالانہ کمپالااور جنجا نامی جماعتوں میں منعقد ہوتا رہا۔ 1988ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بابرکت دورہ کے باعث بکثرت پروگرام اور خطابات ہوئے، اس لئے الگ طور پر اس سال جلسہ سالانہ منعقد نہ ہوا۔ 2005 کا جلسہ سالانہ جنجا میں منعقد ہوا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شرکت فرمائی۔

2009ء سے یہ جلسہ سالانہ شاملین کی کثرت کے باعث کمپالا سے پندرہ کلو میٹر دور سیتا نامی مقام پر جماعت کے وسیع تربیت سنٹر میں منعقد ہوتا ہے۔ یہ جگہ بھی چھوٹی پڑنے پر اب ایک مزید وسیع جلسہ گاہ زیر غور ہے۔

جماعت احمدیہ یوگنڈا کے31ویں جلسہ سالانہ 2018ءمیں دس ہزار کے قریب احباب شامل ہوئے جن میں سے 1083 مہمان تھے اور جلسہ پر بیعت کرنے والوں کی تعداد 103 تھی۔

جلسہ سالانہ کے موقع پر فری میڈیکل ایڈ کی سہولت موجود ہوتی ہے جس سے 1449 مریضوں نے استفادہ کیا جبکہ 160 چھوٹے بچوں والی ماؤں کو مچھر دانیوں کو تحفہ دیا گیا۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر سرکاری ادارہ کے بلڈ بنک کو خون کا عطیہ بھی دیا جاتا ہے، اس سال 282 خون کی بوتلیں دی گئیں۔ 6 ٹی وی چینلز اور ایک ریڈیو اور دو انگلش اور لوگنڈن اخبارات نے جلسہ کی خبر نشر کی۔

کینیا

میسر ریکارڈ کے مطابق کینیا کا پہلا جلسہ سالانہ دسمبر 1975ء کو نیروبی میں منعقد ہوا۔ اس وقت مکرم مولانا عبد الکریم شرما صاحب امیر و مشنری انچارج تھے۔ پھر یہ جلسہ مختلف مقامات پر ہوتا رہا۔

7-8دسمبر2019ء کو کینیا کا 54 واں جلسہ سالانہ نیروبی میں منعقد ہوا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملک کے طول و عرض سے نو سو احباب وخواتین شامل ہوئے۔ یوں لگتا ہے کہ اس تعداد میں آزادی سے قبل یہاں منعقد ہونے والے جلسوں کو بھی شمار کیا گیا ہے۔ مستورات کے لئے مکرمہ نیشنل صدر صاحبہ لجنہ اماءاللہ کی زیر نگرانی رہائش، خوراک اورجلسہ کے ایک سیشن کا الگ انتظام کیا گیا تھا۔

باقی صفحہ 5 پر

اوقات سحر وافطار

13فروری 2020ء

	سحر	افطار
مکہ مکرمہ	05:38	18:17
مدینہ منورہ	05:41	18:14
لندن	05:29	17:14
قادیان	05:50	18:12
ربوہ	05:30	17:52